• رُخ چودھری

ہم تو اب اقرار کریں

مہندی اور ابٹن کی دل فریب خوشبوؤں سے پوری فضا مہک رہی تھی۔ چوڑیوں کی کھنکھناہٹ، نسوانی مترنم قہقہے، رنگ برنگے خوشیاں بکھیرتے آنچل اور ڈھولک کی مخصوص تھاپ نے پورے ماحول کو ایک طلسم میں جکڑا ہوا تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھ کر شوخ وشنگ فقرے کس رہے تھے۔ بڑے بزرگوں نے اپنی الگ محفل سجا رکھی تھی۔

بڑے سے لان کو بڑی خوب صورتی سے سجایا گیا تھا۔ لان میں ایک طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر وہ آدم بیزار بنی بیٹھی تھی۔ وہ اس فسوں خیز ماحول میں خود کو کافی مس فٹ محسوس کر رہی تھی۔ آج اس کی بہترین سہیلی مہوش کی رسم حنا تھی جو مایوں کی دلہن بنی اپنی کزنز میں گھری بیٹھی تھی۔ اس وقت وہ اپنے آپ کو نہایت احمق تصور کر رہی تھی۔ پچھلے دو گھنٹوں سے اس کے ہونٹوں نے ذرا سی جنبش بھی نہیں کی تھی۔

اس کی بیزاری اب عروج پر پہنچ گئی تھی یہاں وہ مہوش کے علاوہ کسی کو بھی جانتی نہیں تھی۔ مہوش دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ بڑے جمال بھائی شادی شدہ تھے اور ایک پیاری سی بیٹی کے باپ تھے۔ اس کے بعد مہوش کا نمبر تھا اور تیسرے نمبر پر نٹ کھٹ سا شرارتی اور مخلص وصال تھا جو مہوش سے چھوٹا تھا۔ مہوش کی کزنز خاصی تنک چڑھی قسم کی تھیں۔ کچھ اس کی طبیعت میں بھی سنجیدگی تھی۔ مہوش کی کسی بھی کزن سے اس کی دوستی نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اتنی دیر سے اکیلے بیٹھی تھی۔ معاً اس کی بیزار سی نگاہ یونہی چنبیلی کی باڑھ کی طرف اٹھی تو پھر اٹھی کی اٹھی رہ گئی۔ وہ جو کوئی بھی تھا انتہائی پُرکشش اور خود اعتماد شخصیت کا مالک تھا۔ لڑکیوں کی ٹولی کے درمیان وہ راجا اندر بنا بلند و بانگ قہقہے لگا رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک اسے دیکھتی رہی پھر نہ چاہتے ہوئے اس نے پلکوں کی چلمن گرالی۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے دوبارہ نظر اٹھائی تو وہ کافی مایوس سی ہوگئی۔ اب وہ جگہ خالی تھی جہاں کچھ دیر پہلے زندگی ہی زندگی تھی۔ اس کا دل یک دم اچاٹ ہوگیا۔ وہ انتہائی بددلی سے مہوش کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ مہوش کے پاس ابھی تک لڑکیوں کا جم غفیر لگا ہوا تھا۔

اتنے رش کے باوجود مہوش کی نگاہ اس پر پڑ ہی گئی جس کے چہرے سے کوفت و بیزاری مترشح تھی۔

''نیہاں...... یہاں آجاؤ!'' مہوش نے آواز دے کر اسے اپنے پاس بلالیا۔ نیہاں اور مہوش کی دوستی کالج میں ہوئی تھی۔ ان کی دوستی کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا لیکن مہوش کی ہنسوڑ اور مخلصانہ طبیعت نے اسے مہوش کے بہت قریب کردیا تھا۔ لہٰذا...... تائی امی کی خفگی کے باوجود آج اس کی مہندی میں وہ آ گئی تھی لیکن اب اسے گھر جانے کی گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

''چلو لڑکیوں...... سب باہر نکلو دولہا والے بس آنے والے ہوں گے۔'' مہوش کی بھابی نے بہ آواز بلند کہا۔ لڑکیاں موری اور تصاویر میں نمایاں ہونے کے شوق میں جلدی جلدی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ منٹوں میں کمرا بالکل خالی ہوگیا۔ اب صرف نیہاں اور مہوش کمرے میں موجود تھے۔

''اب بولو...... یہ اتنے حسین مکھڑے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟'' مہوش انتہائی ریلیکس انداز میں گویا ہوئی کمرا خالی ہونے پر اسے کافی سکون محسوس ہوا۔

کاہی گرین سوٹ پر چنری کا گرین اور گولڈن امتزاج کا دوپٹا اوڑھے کانوں میں میچنگ اسٹون ٹاپس گوری گوری کلائیوں میں سوٹ کی ہم رنگ چوڑیاں پہنے اور میک اپ کے نام پر ہونٹوں پر لائٹ پنک لپ اسٹک لگائے۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

''شکر ہے نیہاں تم فہد کے سامنے نہیں آئیں!'' مہوش نے بغور اس کا جائزہ لے کر اطمینان بھری سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

''کیوں......؟'' نیہاں نے متعجب ہو کر استفسار کیا۔ بڑی بڑی آنکھوں کو حیرت سے پھیلائے وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔

''ارے...... پھر فہد مجھ سے شادی کرنے سے انکار کردیتا۔ تمہیں جو پسند کرلیتا۔'' مہوش ترنگ سے بولی۔

''مہوش......!'' وہ مصنوعی خفگی سے اسے دیکھنے لگی

تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اچھا بابا سوری!'' مہوش نے فوراً کان پکڑ کر کہا۔ مہوش کا خوشگوار موڈ دیکھ کر وہ مطلب پر اتر آئی۔

''مہوش پلیز مجھے گھر چھڑوا دو......'' نیہاں لجاجت سے بولی کہ مبادا وہ بھڑک نہ اٹھے اور نتیجہ حسبِ توقع تھا۔

''واٹ...... تمہارا دماغ تو درست ہے۔ ابھی مہندی بھی نہیں آئی اور تم جانے کی بات کر رہی ہو۔ نو...... نیور تم بالکل نہیں جاسکتیں۔'' وہ قطعیت سے گردن نفی میں ہلا کر بولی۔

''پلیز مہوش میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر آج میں ٹھیک وقت پر گھر پہنچ گئی تو تائی امی مجھے شادی میں آنے کی اجازت دیں گی اور اگر آج میں لیٹ ہوگئی تو انہیں غصہ آجائے گا اور پھر ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے آنے نہ دیں۔'' نیہاں اسے رسانیت سے سمجھاتے ہوئے بولی۔

مہوش سوچ میں پڑ گئی۔ واقعی نیہاں ٹھیک کہہ رہی تھی۔ وہ نیہاں کی تائی کی فطرت سے بخوبی آگاہ تھی۔ اچانک کوئی انتہائی عجلت میں ناک کر کے تیزی کے ساتھ دروازے سے اندر آیا۔ دونوں نے ہی چونک کر نووارد کو دیکھا۔ اسے اچانک اپنے روبرو دیکھ کر نیہاں کے دل کی دھڑکنیں منتشر سی ہوگئی۔

''ارے داور بھائی...... آپ یہاں کیسے؟'' مہوش سرشاری سے گویا ہوئی۔

''وہ خالہ جان نے گجرے منگوائے ہیں۔ شاید یہیں ہیں۔'' وہ پورے کمرے میں نظریں دوڑانے لگا۔ اچانک ڈریسنگ ٹیبل پر دھری گجروں کی خوب صورت سی ٹوکری اس کی نظر میں آگئی۔ نیہاں پر ایک نگاہِ غلط ڈالے بنا وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

''داور بھائی مجھے آپ سے ایک کام ہے۔'' مہوش اسے مخاطب کرتے ہوئے بولی۔ ٹوکری ہاتھوں میں لے کر پلٹتے ہوئے داور نے مہوش کو استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ اس تمام وقت میں نیہاں نے یوں سر جھکایا ہوا تھا۔ گویا جیسے دلہن مہوش نہیں خود نیہاں ہے۔

''کیوں، فہد کو کوئی میسج دینا ہے؟'' وہ شوخی سے بولا۔

''داور بھائی پلیز!'' داور کی بات پر وہ بلش ہوگئی اور وہ زور سے ہنس دیا۔ ہنسی کی گھمبیرتا پورے کمرے میں گونج گئی۔ نیہاں بالکل خاموش بیٹھی اس کا ایک ایک لفظ بغور سن رہی تھی۔ اس کی آواز بھی اس کی شخصیت کے مانند سحر انگیز تھی۔

''داور بھائی یہ میری بہت اچھی سہیلی نیہاں ہے۔'' یک دم مہوش نے داور کی توجہ نیہاں کی طرف مبذول کردی۔ داور نے سرسری نگاہ نیہاں کے جھکے ہوئے سر پر ڈالی نیہاں کچھ پزل سی ہوگئی۔ ناچار نیہاں کو نگاہ اٹھا کر اسے سلام کرنا پڑا۔ اس کے مریل سے سلام کا جواب اس سے بھی زیادہ مردہ طریقے سے آیا۔

''داور بھائی پلیز! اسے گھر ڈراپ کردیجئے وصال کو تھوڑی دیر پہلے ہی بھابی نے کسی کام سے باہر بھیجا ہے۔''

''یہ...... یہ کیا کہہ رہی ہے مہوش۔'' مہوش کے الفاظ سن کر نیہاں بالکل سن سی ہوگئی۔ بے ساختہ اس نے ہونق ہو کر مہوش کو دیکھا۔ نیہاں اس شخص کو جانتی تک نہ تھی تو پھر اس کے ساتھ گھر کس طرح سے جاسکتی تھی۔ مہوش جانتی تھی کہ نیہاں کتنی محتاط رہنے والی لڑکی ہے۔ وہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرے گی کہ کوئی اجنبی اسے گھر چھوڑنے جائے لیکن مہوش کچھ سوچ کر ہی اسے داور کے ساتھ بھیجنا چاہ رہی تھی۔

''سوری مہوش...... تم کسی اور سے کہہ دو۔ اس وقت مجھے بہت ضروری کام سے جانا ہے۔'' وہ انتہائی کھردرے اور روکھے انداز میں کہہ کر نیہاں کو یکسر نظر انداز کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

نیہاں توہین و اہانت کے احساس سے کٹ کر رہ گئی۔ دوسری طرف مہوش بھی سخت شرمندہ ہوگئی۔

''ایکچولی نیہاں داور بھائی ذرا موڈی ہیں لیکن یقین کرو وہ بہت اچھے ہیں۔ اس لیے میں نے سوچا کہ......''

''اٹس او کے مہوش!'' مہوش کو اتنا شرمندہ ہوتے دیکھ کر اس نے اسے لعن طعن کرنے کا پروگرام کینسل

کر دیا۔ آخر کو بے چاری مایوں کی دلہن جو تھی۔ آدھے گھنٹے بعد جب وصال کسی کام سے اندر آیا تو مہوش نے نیہاں کو اس کے ساتھ گھر روانہ کر دیا۔ دولہا والے تھوڑی دیر پہلے آئے تھے اور اب خوب زور و شور سے گانے ہو رہے تھے وہ بجھے دل کے ساتھ وصال کے ہمراہ گھر چلی آئی۔

☆☆☆

اسے اپنی بے خودی اور بے قراری پر شدید تاؤ آ رہا تھا بھلا کیا ضرورت تھی مجھے اس اکڑ و کلف زدہ شخص کو دیکھ کر بے قرار ہونے کی...... نہ جانے اپنے آپ کو کہاں کا راجا سمجھتا ہے یا پھر ہالی ووڈ کا کوئی ہیرو! خیر ہے تو وہ ہیرو جیسا ہی۔ دل نے مدھم سی سرگوشی کی تو نیہاں سٹپٹا سی گئی پھر یک دم اداس ہو گئی آخر میرے اندر ایسا کیا ہے جو وہ میری طرف متوجہ ہوتا ایک یتیم لڑکی اپنے تایا کے ٹکڑوں پر پلنے والی معمولی شکل و صورت کی لڑکی اے اللہ! تو مجھے حسن ہی فراخ دلی سے دے دیتا۔ وہ بے ساختہ شکوہ کر گئی لیکن اگلے ہی پل نادم ہو کر اللہ سے معافی مانگنے لگی۔ ٹھیک ہے اگر وہ اسمارٹ اور ہینڈسم ہے تو میں بھی نیہاں منہاج ہوں زیادہ حسین نہیں ہوں تو کیا ہوا میرے اندر عزتِ نفس ہے۔ میری نسوانیت کا وقار ہے جو مجھے بہت عزیز ہے۔ نیہاں کی انا اور خودداری عود کر آئی۔ وہ خود سے گویا ہوئی۔ نیہاں بھی کافی پُرکشش لڑکی تھی لیکن اپنے حسن سے بالکل بے پروا تھی۔

☆☆☆

منہاج الدین اور سراج الدین دو بھائی تھے۔ سراج الدین منہاج الدین سے آٹھ سال بڑے تھے والد کا انتقال کافی عرصے پہلے ہو گیا تھا۔ منہاج الدین، سراج الدین کی بہت عزت کرتے تھے اور انہیں باپ جیسا درجہ دیتے تھے لیکن اس کے برعکس سراج الدین کی طبیعت کافی کھوٹی تھی۔ بڑے ہونے کے ناتے باپ کا لیدر کا بزنس ان کے ہاتھ میں آ گیا اور اپنے بھائی کی محبت و سادگی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام کاروبار پر قبضہ کر کے بھائی کو اپنا دستِ نگر بنا لیا۔ منہاج الدین کی بیوی یاسمین نیک، سادہ لوح اور اچھی عورت تھی لیکن بدقسمتی سے اپنی عمر بہت کم لکھوا کر آئی تھی۔ نیہاں بمشکل چھ سال کی تھی تو اس وقت وہ عدم دیس سدھار گئیں۔ اس غم سے منہاج الدین بالکل ڈھے گئے وہ اپنی خدمت گزار اور بہت محبت کرنے والی بیوی کی جدائی میں دل کے عارضے میں مبتلا ہو گئے۔ ان حالات میں نیہاں کی پرورش کا مسئلہ اٹھا۔ یاسمین بیگم کے اکلوتے بھائی محسن صاحب اولاد جیسی نعمت سے محروم تھے۔

محسن صاحب اور نیہاں کی نانی نے نیہاں کی پرورش کی ذمے داری انتہائی خوش اسلوبی سے اپنے ذمے لے لی۔ ننھیال میں ماموں ممانی اور نانی نے نیہاں کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور بہت پیار و توجہ دی لیکن یہ پیار و توجہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ شادی کے پانچ سال بعد محسن صاحب کی بیوی فرزانہ امید سے ہو گئی۔ دونوں میاں بیوی اور نانی کے پاؤں خوشی سے زمین پر ٹک ہی نہیں رہے تھے۔ منہاج الدین اچانک دل کا شدید دورہ پڑنے سے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ نیہاں ماں باپ جیسی نعمتوں سے بالکل محروم ہو گئی۔ نیہاں کی نانی اس کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھی۔ محسن اور فرزانہ بھی اسے اپنی سگی اولاد کی طرح چاہتے تھے۔

جب فرزانہ نے دو جڑواں بچوں یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی کو جنم دیا تو ان کا گھر خوشیوں کا گہوارہ بنتا چلا گیا۔ ان مسرتوں اور خوشیوں کی برسات میں ایک وجود انتہائی خاموشی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا اور آہستہ آہستہ اندھیروں میں گم ہوتا گیا۔ وہ وجود نیہاں کا تھا البتہ نانی کے پیار میں کمی نہیں آئی تھی لیکن ان کے پیار اور توجہ کے دو حصے دار ایمن اور کومیل بھی آ گئے تھے۔ محسن اور فرزانہ اپنے بچوں میں گم ہوتے چلے گئے۔ نیہاں کو ماموں ممانی کے بدلتے ہوئے رویوں سے بے تحاشا رنج ہوا۔ وہ انجانے میں ان دونوں کو اپنا ماں باپ سمجھ بیٹھی تھی لیکن جب زیست کی حقیقت کا یہ تلخ گھونٹ اس نے پیا تو اپنی یتیمی کا مفہوم اسے اچھی طرح سمجھ میں آ گیا۔ ابھی وہ یہ صدمہ پوری طرح سے جھیل بھی نہ پائی تھی کہ قسمت نے ایک اور غم اس کی ننھی سی جھولی میں بڑی سفاکی سے ڈال دیا۔ وہ مہربان وجود دنیا سے اٹھ گیا جس کی گود میں اسے

اپنی ماں کی خوشبو آتی تھی۔ جس کی مہربان بانہوں میں آ کر وہ اپنی یتیمی کا دکھ کسی حد تک بھولنے لگی تھی۔

وہ مہربان سایہ اس سے ہمیشہ کے لیے چھن گیا تھا۔ اس وقت نیہاں کی عمر دس سال تھی لیکن زندگی کی سفاکیوں نے بہت پہلے اس پر آگہی کے در وا کر دیئے تھے۔ وہ ان صدموں سے بیمار رہنے لگی تو وہ ممانی جو ایک زمانے میں اس پر جان چھڑکتی تھیں لیکن اپنی اولاد ہو جانے کے بعد یک دم اس سے بیگانہ ہو گئی تھیں۔ ان کی تجویز پر ماموں اسے تایا کی دہلیز پر ڈال گئے۔ یہ کہہ کر وہاں وہ اپنی نانی کی یادوں کے آکٹوپس سے نکل نہیں پائے گی۔ مجبوراً خاندان والوں کے ڈر سے انہیں نیہاں کو اپنے پاس رکھنا پڑا۔

تائی کا رویہ اس کے ساتھ ہمیشہ سے سرد مہر اور نخوت بھرا تھا اور تایا کا رویہ بالکل اجنبیوں اور بیگانوں جیسا تھا۔ تائی کی دو بیٹیاں ثمرہ اور نمرہ اسے بالکل لفٹ نہیں کراتی تھیں۔ ثمرہ نیہاں سے چار سال بڑی تھی لیکن نمرہ اس کی ہم عمر تھی۔ نمرہ کے لہجے میں ہمیشہ اس کے لیے حقارت و تنفر ہی رہتا تھا۔ نیہاں ان لوگوں کے رویوں کو محسوس کر کے خود بخود اپنے خول میں سمٹتی چلی گئی۔ گھر میں دولت کی ریل پیل تھی لیکن نیہاں کی صرف اہم ضروریات پوری کی جاتی تھیں۔ مہوش اس کی واحد دوست اور رازدار تھی۔ وہ اس کے حالات پر بہت کڑھتی تھی۔ نیہاں بھی صرف مہوش سے ہر بات شیئر کیا کرتی تھی۔

☆☆☆

آج مہوش کی شادی تھی وہ صبح سے ہی چپکے چپکے تیاریوں میں مگن تھی۔ نہ جانے کیوں اک انجانی سی خواہش من میں انگڑائی لے رہی تھی۔ آج اس کا بجنے سنورنے کا دل چاہ رہا تھا۔ دل ایک مدھر سُر الاپ رہا تھا۔ وہ اپنی کیفیت سے مستقل نظریں چرا رہی تھی لیکن شام کو تائی امی نے آ کر یہ مژدہ سنایا کہ آج شام ثمرہ کی سسرال میں کوئی فنکشن ہے۔ لہٰذا وہ شادی میں جانے کا پروگرام کینسل کر دے۔ یک دم جو جوت اس کے من میں جاگی تھی۔ وہ بجھ سی گئی۔

"لیکن تائی امی وہ مہوش بہت ناراض......"

"بس میں نے ایک دفعہ کہہ دیا۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن تائی امی کی پاٹ دار آواز نے اس کی بات قطع کر دی۔ وہ صرف منمنا کر ہی رہ گئی۔

"مہندی میں تم ہو کر آ گئی تھیں۔ بس اب گھر میں بیٹھو!" انہوں نے انتہائی کرختگی سے کہا۔ لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے پر بھی سختی تھی۔ وہ چپکی رہ گئی۔ تائی امی اپنا شاہی حکم صادر کر کے کمرے سے چلی گئیں۔ وہ بے دم سی ہو کر کارپٹ پر بیٹھتی چلی گئی۔ اس کا دل چاہا اتنا روئے کہ اس کی ناپسندیدہ ہستی ان آنسوؤں میں بہہ جائے نہ وہ رہے اور نہ یہ دنیا باقی رہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

☆☆☆

"پلیز مہوش، مجھے معاف کر دو دیکھو میں تمہارے سامنے دونوں کان پکڑتی ہوں اب تو معاف کر دو۔" وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اس کو منانے کی تگ و دو کر رہی تھی لیکن مہوش اڑیل گھوڑے کی طرح قابو میں ہی نہیں آ رہی تھی۔ دوسرے دن ولیمے میں نیہاں خود ہی نہیں گئی۔ کیا فائدہ جب شادی جیسے اتنے اہم دن میں نہ جا سکی تھی۔ آج مہوش اپنے میاں کے ساتھ میکے آئی تو فوراً فون کر کے اسے بلا لیا۔ وہ بہت پریشان تھی کہ آخر نیہاں شادی ولیمے میں کیوں نہیں آئی۔ اس بات پر وہ منہ پھلائے اس سے سخت خفا تھی۔

"دیکھو مہوش کی بچی اب مان جاؤ ورنہ......" نیہاں تھکے تھکے لہجے میں گویا ہوئی۔

"ورنہ کیا......؟" مہوش چڑ کر بولی۔ چند ثانیے نیہاں نے اس کے میک اپ سے چمکتے چہرے کو دیکھا جس پر حقیقی خوشیوں کا عکس بہت گہرا تھا پھر یک دم وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر سسک اٹھی۔ مہوش اسے یوں روتا دیکھ کر سخت گھبرا گئی۔

"کیا...... کیا...... ہوا...... نیہاں......؟" مہوش ساری ناراضی بالائے طاق رکھ کر اس کی طرف لپکی اور اسے بانہوں میں لے لیا "کیا ہوا نیہاں؟ اوکے......! آئی ایم سوری میں تو یونہی تمہیں تنگ کر رہی تھی۔" لیکن وہ اس کی سن ہی کہاں رہی تھی۔ بہت دنوں کا غبار آنسوؤں کی صورت میں آج بہہ رہا تھا۔

مہوش نے کچھ کچھ سمجھتے ہوئے اسے اچھی طرح رونے دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی خاموش ہو گئی۔

"اوہ مہوش...... آئی ایم رئیلی سوری میں نے تمہیں پریشان کر دیا۔" اس سے الگ ہوتے ہوئے اس کے متفکر چہرے کو دیکھ کر ندامت سے بولی۔

"میرے پاس بیٹھو!" مہوش سنجیدگی سے اسے بستر پر لے کر بیٹھ گئی "اب بتاؤ کیا ہوا تھا؟"

نیہاں نے شادی میں نہ آنے کی وجہ اسے من و عن سنا دی۔

"اُف، تمہاری تائی کیسی عورت ہیں؟" مہوش تاسف سے بولی۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تمہارے میاں کیسے ہیں؟" مطلع صاف ہو چکا تھا۔ وہ چھیڑنے کے انداز میں مہوش سے بولی۔ مہوش ایک دم سرخ سی ہو گئی پھر شرگیں مسکراہٹ سجائے فہد کی تعریفیں کرنے لگی۔

☆☆☆

"ایکسکیوزمی......" وہ جو لان میں کین کی کرسی پر بیٹھی کتاب میں بری طرح غرق تھی کہ معاً قریب سے گھمبیر مردانہ آواز پر اس نے فوراً سر اٹھا کر دیکھا تو مارے حیرت واستعجاب کے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سامنے وہی دشمنِ جاں اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ کھڑا اس سے کچھ استفسار کر رہا تھا۔ نیہاں نے بروقت انتہائی دقتوں سے اپنے آپ کو سنبھالا۔

"جی...... جی...... آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" وہ ہونق پن سے پوچھ بیٹھی۔

"محترمہ......! میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ مسٹر سراج الدین گھر پر ہیں۔" داور نے انتہائی سنجیدگی سے جملہ مکمل کیا۔ نگاہوں کے ساتھ ساتھ لہجے میں بھی اجنبیت و بیگانگی تھی۔

"آپ پلیز تشریف رکھیے۔ میں انہیں بلاتی ہوں۔" اپنے تحیر پر قابو پاتے ہوئے وہ جلدی سے تایا کو بلانے اندر چل دی۔

یہ...... یہ تایا کے پاس کیوں آیا ہے؟ دماغ کے دریچے پر یہ سوال مستقل دستک دے رہا تھا۔ تایا کو مطلع کر کے وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ عجیب سا اضطراب اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔ وہ جو بڑی مشکلوں سے اسے فراموش کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ آج پھر اچانک وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

☆☆☆

"ممی...... ممی......" وہ تائی امی کے ساتھ کچن میں مصروف تھی کہ انتہائی عجلت میں آوازیں دیتی نمرہ کچن میں داخل ہوئی۔

"ممی وہ داور آئے تو پلیز اسے کینٹی دے دیجئے گا۔ میں جب تک باتھ لے کر آتی ہوں۔" وہ عجلت میں کہتی دروازے سے ہی مڑ گئی۔ تائی امی نے اثبات میں سر ہلایا۔

یہ...... یہ...... کیا چکر ہے۔ داور کو نمرہ سے کیا کام ہے؟ نیہاں نمرہ کی بات سن کر بری طرح چونک گئی۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے! اس کا ذہن چکرانے لگا۔ تائی امی سے تو کچھ پوچھنا اپنی شامت کو آواز دینے کے مترادف تھا۔ کہیں نمرہ اور داور...... یہ سوچ ذہن میں در آتے ہی اس کا دل ڈوب گیا۔ نہیں شاید ایسا نہیں ہے۔ اس نے فوراً ہی اس سوچ کی نفی کی لیکن شاید ایسا ہو اس کا دل شاید ایسا ہو یا شاید ایسا نہیں ہو کہ درمیان اٹکا ہوا تھا۔

"یہ...... اتنی دیر سے تم صرف پیاز ہی کاٹے جا رہی ہو۔" تائی امی کی صورِ اسرافیل سے مشابہ آواز نے اسے حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا۔ وہ اچھل پڑی۔

"بس تائی امی ہونے والی ہے۔" وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی لیکن دل میں ایک پھانس سی چبھ رہی تھی۔

☆☆☆

وہ حسبِ معمول شام کو لان میں آئی تو چند قدم چل کر ٹھٹک کر رک گئی۔ سامنے کین کی کرسی پر فریش سی نمرہ بیٹھی کسی بات پر بے تحاشا ہنسے جا رہی تھی۔ اس کے سامنے کوئی بلیک ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں براجمان تھا۔ نیہاں کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ اچانک نیہاں کے اندر

تجسس و استعجاب نے سر ابھارا کہ یہ کون ہے؟ اسے تھوڑا بہت تو اندازہ ہو گیا تھا کہ کون ہو سکتا ہے۔ تجسس کے سنگ نمرہ گلاب کے پھول کے مانند کھلی جا رہی ہے لیکن تسلی بھی تو ضروری تھی۔ ان کے سامنے رکھی میز پر اس کی کتابیں رکھی تھیں جو وہ آدھے گھنٹے پہلے وہاں رکھ کر آئی تھی۔ وہ زیادہ تر لان میں ہی پڑھتی تھی۔ نمرہ اور تایا شام اکثر باہر گزارتے تھے اور تائی گھر کے دوسرے دھندوں میں معروف رہتی تھیں۔ اس لیے شام کو صرف نیہاں کی لان میں اجارہ داری ہوتی تھی لیکن آج نمرہ گھر پر تھی اور شاید وہ بھی اس کے ساتھ تھا۔

''کوئی کام تھا نیہاں......؟'' نمرہ کی سرد آواز پر وہ یک دم ٹپٹا سی گئی۔ اسی دم مقابل بیٹھے شخص نے پلٹ کر نیہاں کی طرف دیکھا۔ مسکراتی ہوئی آنکھیں یک دم اسے دیکھ کر سنجیدہ ہو گئی تھیں۔ مسکراتے لب بھینچ گئے تھے۔ نیہاں کی آنکھوں نے داور کے چہرے پر اچانک در آنے والی سنجیدگی کو دیکھ لیا تھا۔

''وہ...... میں بکس لینے آئی تھی۔'' کہنے کے ساتھ ساتھ اس نے ہاتھ سے کتابوں کی طرف اشارہ کیا۔

''تو لے لو!'' نمرہ نے روکھے انداز میں کہا۔ وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی آگئی اور میز پر جھک کر کتابیں سمیٹنے لگی۔ اس وقت کی سچویشن اسے بہت تکلیف دہ لگی۔ نمرہ کے مقابلے میں اسے اپنی شخصیت اور حیثیت بہت ارزاں اور بے وقعت سی لگی تھی۔ وہ کتابیں سمیٹ کر تیزی سے اندر کی طرف چل دی۔ اس بات سے قطعی انجان کہ کوئی اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ کیونکہ نمرہ موبائل کی بیپ پر متوجہ ہو گئی تھی اور داور کی نظریں نیہاں پر تھیں۔

☆☆☆

تو اس کا مطلب ہے کہ داور اور نمرہ ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ ہیں۔ آخر وہ بات زبان پر لے ہی آئی جسے سوچ کر اس کے دل کی دھڑکنیں زیر و زبر ہونے لگتی تھیں۔ اس بات کو بھی اس نے کمالِ ضبط و ہمت سے برداشت کر لیا۔ کیونکہ بہت کم عمری میں ہی اس نے زندگی کی سفاکیوں کا سامنا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کیا تھا اور یہ سفاک حقیقت بہر حال اسے تسلیم کرنی تھی۔

نیہاں سمجھ نہیں سکی کہ داور کی کس چیز نے اسے اتنا متاثر کیا کہ وہ اس کے دل کے سب سے اونچے استھان پر بلا اجازت براجمان ہو گیا۔ اس کی وجاہت، شخصیت کا ٹھہراؤ یا پھر کچھ اور...... وہ اس چیز سے قطعی انجان تھی۔ نیہاں نے اندر کے شور سے تھک کر آنکھیں موند لیں۔ اس نے اپنے ہاتھ پاؤں تقدیر کے سمندر پر چھوڑ دیے۔ اب جہاں تقدیر کی لہریں اسے لے جائیں۔

☆☆☆

''تایا ابو مجھے آج کالج ڈراپ کر دیجیے۔ آج میری وین نہیں آئی اور میرا جانا بہت ضروری ہے۔ امتحان بالکل نزدیک ہیں مجھے کچھ نوٹس لینے ہیں۔'' صبح ناشتے کی میز پر وہ ہمت مجتمع کرتی ہوئی سراج الدین صاحب کو مخاطب کر بیٹھی۔

وہ نیہاں سے شاذ و نادر ہی بات کرتے تھے۔ نیہاں خود بھی ان سے مخاطب نہیں ہوتی تھی لیکن آج مجبوری تھی۔

''ہوں...... تو تم ڈرائیور کے ساتھ چلی جاتیں۔'' تایا کافی روکھے پھیکے انداز میں بولے۔

''وہ ڈرائیور کو بخار ہے اس لیے آج اس نے چھٹی کر لی۔ اس لیے میں نے آپ کو زحمت دی۔'' وہ رسان سے بولی۔ ان دونوں کے درمیان اجنبیت کی دیوار حائل تھی۔ وہ تایا سے ایسے بات کرتی تھی جیسے وہ اس کے باس ہوں اور وہ ان کی ماتحت۔

''ٹھیک ہے چلو۔'' آج نہ جانے کیسے وہ نیہاں کو کالج چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ وہ تیزی سے کمرے میں جا کر بیگ اٹھا لائی۔

راستے میں اچانک موبائل فون بج اٹھا ''ہاں بولو شاکر......'' تایا نے موبائل ریسیو کیا ''او کے، پھر میں آتا ہوں۔'' موبائل آف کر کے وہ نیہاں کی طرف پلٹے۔

''مجھے اسی وقت آفس جانا ہے۔ ایک ارجنٹ کام ہے۔ تمہیں کسی کے ساتھ کالج ڈراپ کروا دوں گا۔'' اپنی بات پوری کر کے انہوں نے نیہاں کا عندیہ لینا ضروری نہ سمجھا اور گاڑی آفس کی طرف موڑ دی۔

آفس بہت شان دار تھا۔ وہ نرم و ملائم صوفے پر بیٹھی بڑے شوق و ذوق سے آفس کا تفصیلی جائزہ لے رہی تھی۔ ڈارک میرون فرنیچر اور گرے قالین کے امتزاج سے سجا آفس وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ ریسپشن پر ایک پیاری سی لڑکی ٹیلی فون کالز اٹینڈ کر رہی تھی۔ اچانک سامنے کے کمرے کا دروازہ کھول کر انتہائی مصروف انداز میں داور آتا دکھائی دیا۔ اسے یہاں دیکھ کر نیہاں کو ایک جھٹکا لگا۔ یہ بندہ ہمیشہ اسے چونکا دیا کرتا تھا۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس نے فوراً گردن جھکا لی۔ داور کی نگاہ اس پر ابھی نہیں پڑی تھی وہ کسی کو ہدایت دیتا باہر آیا غیر ارادی طور پر نظریں اٹھائیں تو بالکل سامنے صوفے پر نیہاں کو ایستادہ دیکھ کر وہ چونک گیا۔

یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ داور نے دل میں سوچا۔ وہ یونیفارم میں سفید چادر سر سے اوڑھے حسبِ معمول سر جھکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائے بہت دلکش لگ رہی تھی۔ اسی پل سامنے سے سراج الدین آتے دکھائی دیے۔

''ارے داور......'' تایا نے اسے بڑی اپنائیت سے مخاطب کیا۔

''یس سر!'' وہ فوراً مودبانہ انداز میں گویا ہوا۔

او...... تو یہ موصوف یہاں جاب کرتے ہیں۔ گتھی یک دم سلجھ گئی تھی۔ سراج الدین اس کے باس تھے اور وہ شاید ان کا بہت ہی خاص آدمی تھا۔ نیہاں نے سوچا۔

''بیٹا میری ارجنٹ میٹنگ ہے۔ تم ذرا نیہاں کو کالج چھوڑ آؤ۔''

''لیکن سر میں......'' داور نے فوراً ٹالنا چاہا۔

اف، آخر ہمیشہ اس اکڑو سے ہی کیوں مجھے ڈراپ کرنے کو کہا جاتا ہے اور یہ ہمیشہ ناگواری سے منع کر دیتا ہے۔ نیہاں سخت کبیدہ ہونے لگی۔ داور کا تجاہلِ عارفانہ سے کام لینا اسے سخت ناگوار گزرا۔

''کم آن ینگ مین...... جاؤ میری گاڑی لے جاؤ۔'' وہ مزید کچھ کہے سنے بنا میٹنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

نیہاں نے اسے دیکھا جو انتہائی کوفت و جھنجلاہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔ اسے اپنی سخت توہین محسوس ہوئی۔ یہ شاید مجھ سے نفرت کرتا ہے مجھے بالکل پسند نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دفعہ مجھے چھوڑنے کا سن کر اس کا منہ بن جاتا ہے۔ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے مفروضے گڑنے لگی۔

''محترمہ کیا مراقبے میں چلی گئی ہیں؟'' یک دم اس کی جلی بھنی آواز سماعت سے ٹکرائی۔ وہ ایک دم خفیف سی ہو گئی پھر فوراً کھڑی ہو کر اس کے پیچھے چل دی۔

گاڑی میں تمام راستے دونوں کے درمیان خاموشی کی دبیز چادر تنی رہی۔ کوفت و جھنجلاہٹ کے اثرات ابھی بھی چہرے سے ہویدا تھے۔ نیہاں کن انکھیوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ انتہائی گہری سوچ کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔

نیہاں کا کالج آ کر گزر بھی گیا لیکن اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ اتنی گہری سوچ میں غرق داور کو مخاطب کر کے ڈسٹرب کر دے۔ جب وہ کافی آگے نکل آئے تو نیہاں نے بڑی مشکلوں سے تھوک نگلتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''سنیے پلیز......'' وہ جیسے کسی خواب سے بیدار ہو کر اسے چونک کر دیکھنے لگا۔ نیہاں نے اس کی سحر انگیز آنکھوں کو دیکھ کر فوراً نگاہیں جھکا لیں۔

''وہ......وہ...... کالج تو پیچھے رہ گیا......''

''واٹ......!'' یہ سن کر داور سلگ اٹھا ''حد ہوتی ہے محترمہ احمق پن کی جب کالج آ گیا تھا تو پھر مجھے روکا کیوں نہیں۔'' وہ اس پر الٹ پڑا۔

''وہ...... میں ......وہ......'' اس سے کوئی جواب نہیں بن پا رہا تھا۔ خجالت و شرمندگی سے اس کا برا حال تھا۔ اوپر سے مستزاد اس کا غصیلا انداز آنکھیں فوراً نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

''آئی ایم سوری میں نے آپ کو بہت زحمت دی۔'' باوجود پوری کوشش کے آنسو آنکھوں سے چھلک کر گالوں پر لڑھک آئے۔ کچھ کہتے کہتے داور اس کی آنکھوں سے موتی نکلتے دیکھ کر خاموش سا ہو گیا۔

گاڑی سائیڈ پر روک کر وہ پوری طرح اس کی

طرف متوجہ ہوگیا۔ نیہاں اس کی نگاہوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر کے گھبرا سی گئی۔ داور کو اپنے لہجے کی بدصورتی کا احساس ہوگیا تھا۔

"سوری......" نگاہوں کی گرفت میں اس کا گلابی چہرہ لیتے ہوئے وہ سرگوشی میں بولا۔ نیہاں نے جلدی سے آنسو صاف کیے۔

"گاڑی چلائیے آپ کو دیر ہو رہی ہے۔" وہ روٹھے ہوئے انداز میں اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔ داور کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ در آئی جسے وہ ہونٹوں کے کناروں میں دباتا ہوا گاڑی ریورس کرنے لگا۔

کالج کے آتے ہی وہ دروازہ کھول کر جھپاک سے گیٹ کے اندر چلی گئی۔ داور بھی تیزی سے گاڑی اڑا لے گیا۔

☆☆☆

"ہاں نبیل...... کیا خبر ہے؟" داور آتے ہی نبیل کے کیبن میں گھس گیا اور انتہائی رازداری سے کچھ استفسار کیا۔

"بڑی زبردست خبر ہے میرے یار!" نبیل کے لہجے میں جوش کے ساتھ مسرت بھی تھی۔

"اچھا، کیا......؟" داور یک دم ایکسائیٹڈ ہوگیا اور پھر نبیل نے جھک کر داور کو سرگوشیانہ انداز میں جو بتایا اسے سن کر داور کے چہرے پر خوشی و اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔

"وری گڈ نبیل یہ تم نے بہت اچھی خبر دی ہے۔" داور کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک اٹھی تھیں اور ہونٹوں پر پُراسراریت در آئی۔

☆☆☆

نیہاں جب سے مہوش سے مل کر آئی تھی تب سے اس کا دل بہت بوجھل اور مضطرب تھا۔ اضطراب اور بے سکونی کا آکٹوپس اسے پوری طرح جکڑے ہوئے تھا۔ وہ اس وقت تنہائی اور اداسی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہم جب دل میں کسی بات کا پکا قیاس کر لیتے ہیں کہ ضرور یہ بات ہے تو اس بات کو برداشت کرنے کا حوصلہ ہمیں آجاتا ہے لیکن جب وہ قیاس یقین اور حقیقت کے لبادے میں آ کر ہمارے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے تو ہمارا حوصلہ اور برداشت کمزور عمارت کے مانند ڈھے جاتا ہے۔ اس کے دل میں امید کی ہلکی سی لو ٹمٹما رہی تھی لیکن آج وہ لو بھی تلخ حقیقت کی ہوا نے انتہائی بے دردی سے بجھا دی تھی۔ آج صبح ہی مہوش نے میکے آ کر اسے فون کر کے بلوالیا تھا۔ نیہاں نے نہ چاہتے ہوئے بھی مہوش سے داور کی بابت جھجکتے ہوئے استفسار کیا تھا اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ داور اس کے تایا کے آفس میں کام کرتا ہے۔

"اوہ......!" مہوش یہ سن کر کافی حیران ہوئی اور گہری سوچ میں ڈوب گئی "تو وہ لڑکی نمرہ ہے۔" مہوش سوچتے ہوئے زیر لب بڑبڑائی لیکن نیہاں نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی۔

"کون لڑکی؟" نیہاں نے انتہائی بے چینی سے دریافت کیا۔

"بات یہ ہے نیہاں کہ داور بھائی کے والد یعنی میرے خالو کا بہت بڑا بزنس تھا۔" مہوش نے بتانا شروع کیا۔ نیہاں کا روم روم ہمہ تن گوش ہوگیا۔ وہ بغور مہوش کی بات سننے لگی۔

"ان کا ایک پارٹنر تھا جو بہت اچھا دوست بھی تھا لیکن وہ آستین کا سانپ نکلا خالو کے اندر بزنس مین جیسی مکاری اور عیاری بالکل نہیں تھی۔ ان کی اسی سادہ لوح فطرت کا اس نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ داور بھائی کی امی انہی دنوں گردے کے عارضے میں مبتلا ہوگئیں۔ خالو کی توجہ بزنس سے بالکل ہٹ گئی۔ وہ علاج کے لیے انہیں بیرون ملک لے گئے اور سارا بزنس ان پر چھوڑ دیا۔ داور بھائی اس وقت میٹرک کے طالب علم تھے۔ خالو نے خالہ کو بچانے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دی تھی لیکن وہ جانبر نہ ہو سکیں۔ امریکا سے ان کی ڈیڈ باڈی آئی۔ دونوں باپ بیٹے صدمے سے چور تھے۔ کچھ عرصے بعد جب خالو کو بزنس کا ہوش آیا اور آفس کی خبر لی تو جو خبر انہیں ملی اسے سن کر وہ بالکل ساکت رہ گئے۔ ان کے دوست اور بزنس پارٹنر نے انتہائی چالاکی سے نہ جانے کب ان سے کاغذات پر دستخط لے کر ان کے تمام شیئرز پر قابض ہو گئے اور سارا کا سارا کاروبار اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

وہ پہلے ہی صدمے کے زیر اثر تھے۔ اس خبر نے ان کے اوسان بالکل خطا کر ڈالے اور انہیں فالج کا اٹیک ہوگیا۔ ان کڑے وقتوں میں داور بھائی نے بہت صبر و برداشت اور ہمت سے کام لیا۔ اپنے ڈیڈی کو سنبھالا۔ خالو کا تھوڑا بہت بینک بیلنس تھا جس سے ان کا علاج ہوتا رہا۔ داور بھائی نے بہت محنت کی۔ دن میں جاب کرتے اور رات کو پڑھائی اس طرح انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کی اور پھر ایک بہت اچھی فرم میں انہیں جاب مل گئی۔ فرم کے مالک کی بیٹی کا ان پر بری طرح سے دل آگیا۔ اس لڑکی نے اپنے باپ سے کہہ کر ان کی پوسٹ بڑھا دی۔ داور بھائی کے باس اپنی بیٹی کی پسند سے بخوبی آگاہ ہیں اور داور بھائی میں بھی کسی چیز کی کمی نہیں ہے کوئی بھی شخص انہیں اپنا داماد بنا کر فخر محسوس کرتا۔ انہوں نے اپنی بیٹی کا پروپوزل اس کے سامنے رکھ دیا اور ایک اچھے مستقبل کے لیے انہوں نے......" اتنا کہہ کر مہوش خاموش ہوگئی۔ نیہاں بالکل گم صم سی ہوگئی۔ دل میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔

"اور وہ لڑکی نمرہ ہے۔" نیہاں آہستگی سے بولی اس وقت اسے اپنی ہی آواز اجنبی اور کھوکھلی سی لگی۔

"ہاں نیہاں...... یہ کیسا اتفاق ہے کہ......"

"اچھا مہوش میں چلتی ہوں۔" نیہاں تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مبادا وہ مہوش کے سامنے عیاں نہ ہو جائے۔ اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر کمرے سے نکل گئی۔

مہوش اس کی اس کیفیت پر بہت حیران ہوئی۔ سوچتے سوچتے اس کے ذہن میں روشنی کا جھماکا سا ہوا "اوہ نیہاں......" وہ سخت آزردہ ہوگئی۔ وہ نیہاں کو بہت اچھی طرح سے سمجھتی تھی۔ اس وقت بھی وہ اس کی کیفیت کچھ کچھ سمجھ گئی تھی۔ مہوش خود بھی یہی چاہتی تھی کہ داور نیہاں سے شادی کرلے اسی مقصد کے لیے مہندی والی رات اس نے جان بوجھ کر داور سے نیہاں کو ڈراپ کرنے کی بات کی تھی لیکن داور کو تو راتوں رات امیر بننے کا خبط سوار ہے۔ وہ تاسف سے سوچنے لگی۔

☆☆☆

وہ بڑے خوشگوار موڈ میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ آج صبح سے ہی موسم بہت خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی جو اب اچھی خاصی بارش کا روپ دھار چکی تھی۔ وہ بڑی احتیاط سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اچانک اس کی نگاہ سروس روڈ پر پڑی۔ وہ بری طرح چونک گیا۔ بلاشبہ وہ وہی تھی برستی ہوئی بارش سے یکسر بے نیاز کر لڑکے سے تان اسٹاپ باتیں کیے جا رہی تھی اور وہ لڑکا کافی لمبا اور خوش شکل تھا اسے دیکھ کر مسلسل دانت نکوسے جا رہا تھا۔ داور کی نگاہوں میں ناپسندیدگی و ناگواری کے گہرے رنگ ابھرنے لگے۔ دل کے ساحل پر اضطراب بے چینی کی لہریں ڈیرہ جمانے لگیں کچھ دیر سوچ کر داور نے گاڑی کا رخ اسی جانب موڑ دیا۔

نیہاں جو بہت انہماک سے کومیل کو ڈانٹنے میں مصروف تھی۔ اپنے اتنے قریب گاڑی کو رکتا دیکھ کر بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی اور استعجابی نگاہوں سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف دیکھا۔ یک دم آنکھوں کی پتلیاں جیسے ساکت ہوگئیں۔ جسم میں برقی لہر سی دوڑ گئی۔ چلتی زبان یوں چپ ہوئی جیسے چابی کا کھلونا چلتے چلتے چابی ختم ہو جانے پر اچانک ساکت ہو جاتا ہو۔ داور کے چہرے پر ناگواری کے سائے بخوبی دیکھے جا سکتے تھے۔

نیہاں اپنے ماموں کے گھر کچھ دنوں کے لیے رہنے آئی تھی۔ آج موسم چونکہ بہت خوشگوار تھا تو کومیل کے بے حد اصرار پر وہ موسم انجوائے کرنے نکل آئی تھی۔ ایمان کو فلو تھا۔ لہٰذا وہ ان کے ساتھ نہیں آسکی تھی لیکن برا ہو کومیل کے بھلکڑ پن کا گاڑی کا ٹائر پنکچر ہوگیا تھا اور موصوف نے اسپیئر ویل بھی ڈگی میں نہیں رکھا تھا۔ کوفت جھنجلاہٹ کی زیادتی سے وہ گاڑی سے باہر نکل کر اس پر برس پڑی تھی لیکن وہ بھی ڈھیٹوں کا سردار تھا۔ مزید اسے تپائے جا رہا تھا۔

"آ...... آپ یہاں......؟" وہ اٹک کر بولی۔

"مذاکرات کے لیے جگہ کا انتخاب خوب کیا ہے۔" وہ انتہائی جلے کٹے انداز میں بولا۔

نیہاں خفیف سی ہو گئی۔ خجالت و شرمندگی نے اسے آن گھیرا۔ غصے اور جھلاہٹ میں وہ بھول ہی گئی تھی کہ اس وقت وہ لوگ کہاں کھڑے ہیں۔ شکر تھا کہ بارش کی وجہ سے ایریے میں اکا دکا لوگ ہی نظر آ رہے تھے۔ اسے کومیل پر نئے سرے سے غصہ آنے لگا جو مستقل اسے کہنیاں مار رہا تھا۔ وہ دونوں پوری طرح سے بھیگ گئے تھے۔ اب کی بار کومیل نے جو کہنی ماری تو وہ شدید بھنا گئی۔

''کیا مصیبت ہے......؟'' وہ کومیل کی طرف پلٹی۔

''یار میرا تعارف تو کروا دو۔ اچھا خاصا احمق لگ رہا ہوں اس طرح کھڑا ہوا۔'' نیہاں کو بھی یک دم اس بات کا خیال آیا اور پھر دونوں کا مختصر سا تعارف کروایا۔ کومیل داور سے بہت خوش دلی سے ملا لیکن داور کا رویّہ بہت سرسری سا تھا۔

وہ گاڑی کے بارے میں بتانے لگا۔ داور نے اسے ڈراپ کرنے کی آفر کی جسے اس نے جھٹ قبول کر لیا اور گاڑی لاک کرنے چلا گیا۔

''اگر آپ بیچ سڑک پر بھیگنے کا شوق پورا کر چکی ہوں تو گاڑی میں بیٹھ جائیں۔'' عجیب سلگتے ہوئے لہجے میں داور گویا ہوا۔ نیہاں جھجکتے ہوئے بیک ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں کومیل بھی آ گیا اور اس کی بیٹری دوبارہ اسٹارٹ ہو گئی۔ وہ سر جھٹک کر باہر کے نظاروں سے لطف اندوز ہونے لگی۔ بارش کے شفاف پانی میں نہاتے پھول و پودے مستی سے جھوم رہے تھے۔ پُرکیف و ٹھنڈی ہوائیں تن من میں گدگدی سی کر رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اسے کچھ عجیب سا احساس ہوا۔ اس نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر داور کی طرف دیکھا جو کومیل سے بہت دوستانہ انداز میں محوِ گفتگو تھا۔ تھوڑی دیر پہلے کی بیزاری اور سرد مہری مفقود ہو چکی تھی۔ دونوں ایسے باتیں کر رہے تھے جیسے بہت پرانے دوست ہوں۔ اسے اس کے مزاج کا موسم سمجھ میں نہیں آیا کہاں لہجہ آگ برسا رہا تھا اور کہاں اب اتنا ٹھنڈا اور دوستانہ لہجہ اسی اثنا میں گھر آ گیا۔ بارش تقریباً رک چکی تھی۔ کومیل نے اسے اندر آنے کی آفر کی جسے اس نے سہولت سے انکار کر دیا۔ نیہاں گاڑی سے اتر کر فوراً اندر چلی گئی۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے داور کے چہرے پر بڑی دلکش مسکراہٹ تھی۔

☆☆☆

''ممی میں نے آپ کو بتایا نہ کہ داور اکلوتا ہے۔ اس کی ماں کی ڈیتھ ہو چکی ہے اور والد بہت بیمار رہتے ہیں۔ وہ اس قسم کی ایکٹیوٹیز میں حصہ نہیں لیتے۔ اب اگر ہماری منگنی میں وہ نہیں آ سکتے تو آپ کو کیا اعتراض ہے۔''

کیا منگنی......تو کیا داور اور نمرہ کی منگنی ہو رہی ہے۔ سٹنگ روم سے گزرتی نیہاں کے کانوں میں نمرہ کے الفاظ پڑے۔ وہ بھربھری مٹی کی طرح ڈھتی چلی گئی۔ بمشکل اپنے وجود کو گھسیٹتی ہوئی کمرے تک لائی۔

خبردار نیہاں......! جو تم اس سنگ دل اور بے حس شخص کے لیے روئیں۔ وہ دولت و حسن کا پجاری ہے۔ وہ میرا نہیں تھا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ نیہاں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے عکس سے مخاطب ہو کر سختی سے بولی ''میں ہرگز نہیں روؤں گی۔'' وہ اپنے دل کو سمجھانے لگی۔

☆☆☆

ڈرائنگ روم میں تایا کی فیملی بمع ثمرہ اور اس کے شوہر اور صرف داور موجود تھا۔ داور کے نہ والد آئے تھے اور نہ ہی کوئی رشتے دار۔ تائی امی کا رویّہ نیہاں سے آج خاصا بہتر تھا۔ نیہاں کونے میں رکھے سنگل صوفے پر بڑی ہمت و حوصلے سے بیٹھی تھی۔ فان کلر کا کلف لگا شلوار کرتہ پہنے داور بہت ہینڈسم اور فریش لگ رہا تھا۔ پرپل کلر کے کام والے سوٹ میں نمرہ بھی کافی حسین لگ رہی تھی۔ چونکہ صرف گھر کے ہی افراد تھے لہٰذا نیہاں نے سادہ سا میرون کلر کا کاٹن کا سوٹ زیبِ تن کیا ہوا تھا۔ داور نے نمرہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلی میں انگوٹھی ڈال دی۔ نیہاں بڑے ضبط سے سب دیکھتی رہی۔

لیکن یہ کیا......! یک دم اسے سارا منظر دھندلا دھندلا سا دکھائی دینے لگا۔ چہرے گڈمڈ ہونے لگے۔

آنکھوں کی زمین نم سی محسوس ہوئی۔ اوہ میرے خدا...... یہ آنسو میرا بھرم کیوں توڑنا چاہ رہے ہیں۔ وہ بجلی کی سرعت سے اٹھی۔ مبادا اس کا بھرم سب کے سامنے چکنا چور نہ ہو جائے لیکن اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں گدلے پانی کی تنی چادر کو داور کی نگاہوں نے بخوبی دیکھ لیا تھا۔

☆☆☆

تیز بارش اور طوفانی ہواؤں سے بے نیاز وہ لان میں اپنی من پسند جگہ پر آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ ذہن کی ناؤ سوچوں کے بھنور میں ڈوب ابھر رہی تھی۔ جانے کتنا وقت گزر گیا۔ وہ یونہی ساکت بیٹھی تھی۔ اتفاق سے آج گھر پر کوئی نہیں تھا۔ جس رفتار سے آج آسمان رویا تھا اس سے کہیں زیادہ رفتار سے آج اس کا دل رو رہا تھا۔ یہ ایک حقیقت تھی کہ داور ہی اس کے دل کے آسمان پر جگمگاتا ہوا ستارہ تھا لیکن یہ بھی سفاک حقیقت تھی کہ وہ چمکتا ہوا ستارہ اب نمرہ کی پیشانی پر سجنے والا تھا۔ اسے اپنی تنہائی اور کم مائیگی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

بارش کی تیز بوچھاڑ سے خود کو بچاتا ہوا داور تیزی سے اندر کی جانب لپکا لیکن اس خطرناک موسم میں اسے لان میں دنیا و مافیہا سے بیگانہ بیٹھا دیکھ کر ششدر رہ گیا پھر یک دم ایک اشتعال کی لہر اس کے اندر اٹھی۔ وہ تیزی تیزی سے اس کے قریب آیا اور بازو سے پکڑ کر اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر لاؤنج میں گھسیٹ لایا۔ نیہاں اس آفتِ ناگہانی پر بری طرح گھبرا گئی۔ داور کا غصے سے برا حال تھا۔

''تم پاگل تو نہیں ہو گئی ہو......! اتنی طوفانی بارش میں کتنی دیر سے باہر بیٹھی ہو۔''

سفید پڑتا چہرہ اور کپکپاتے نیلے ہونٹ اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ بہت دیر سے باہر بیٹھی تھی۔ بغور اسے دیکھتے ہوئے داور کا دل یک دم چاہا کہ اس نازک سے وجود کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر اسے دنیا کی نظروں سے چھپا کر اپنے دل میں بسا لے۔ ان متوحش اور بدگمان نگاہوں میں اپنی چاہت اور محبت کے رنگ بھر کر انہیں حیا سے آلودہ کر دے۔

''آپ کون ہوتے ہیں میری ذاتیات میں دخل دینے والے؟'' نیہاں یک دم اٹھی۔ کتنا چاہا تھا اس شخص کو، دل کی مسند پر سب سے اونچا مقام دیا تھا۔ اس نے خدا سے پہلی خواہش اسے پانے کی کی تھی لیکن ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ تہی داماں رہی۔ وہ حسن کا دلدادہ تھا۔ وہ تو صرف دولت سے محبت کرتا تھا۔ بھلا اس کی خاموش اور خالی خولی محبت اس کے پیروں میں زنجیریں بھلا کیسے ڈال سکتی تھی۔

داور بالکل خاموش سا ہو گیا۔ واقعی اسے کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس سے اس طرح باز پرس کرے۔ نیہاں بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔

داور انتہائی بے بسی کے احساس کے ساتھ واپس پلٹ گیا۔

☆☆☆

''نبیل میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ اب سب کچھ جلد ہی ہو جانا چاہیے۔'' داور نے نبیل کو کچھ ضروری ہدایات دے کر کہا۔

''انشاء اللہ داور ہم ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ منزل صرف چند قدم کے فاصلے پر ہے۔'' نبیل جوش سے بولا۔

''میں یہ خوش خبری آج ہی بابا جان کو سناؤں گا۔'' داور کی آنکھوں میں کچھ پانے کے خیال سے جگنو چمک اٹھے تھے۔

''ہاں، انکل کتنا خوش ہوں گے۔'' نبیل نے کہا ''اور ہماری بھابی صاحبہ کا حال سناؤ کیسی ہیں وہ......؟''

وہ شوخی سے بولا تو داور کے تصور کے پردے پر ایک جھلملاتا عکس پوری آب و تاب سے ابھرا...... ناراض اور بدگمان سی صورت یاد آتے ہی وہ یک دم مسکرا دیا۔

''ٹھیک تو اتنی زیادہ نہیں ہے۔ موصوفہ سخت بدگمان ہیں۔'' اس کا ذکر کرتے ہی اس کے لہجے میں ایک سرشاری سی اتر آئی ''لیکن فکر مت کرو۔ اس کی ساری بدگمانیاں دور کر دوں گا اور بابا جان سے بھی ملوا دوں گا۔'' وہ طمانیت سے بولا۔

☆☆☆

''غضب ہو گیا راحیلہ بیگم......!'' سراج الدین

ائی بدحواسی کے عالم میں داخل ہوتے ہوئے بولے۔
''کیا ہوگیا سراج الدین کیوں اپنے حواس ڑے جارہے ہو؟'' تائی امی نے شوہر کو یوں ہراساں واس باختہ دیکھا تو بری طرح گھبرا گئیں۔
''ارے بیگم...... ہم لٹ گئے، برباد ہوگئے۔ ارے ے عرصے سے ہم اس سانپ کو دودھ پلاتے آرہے اور آج اس مکار انسان نے میری پیٹھ میں چھرا ونپ دیا۔ اس ذلیل کمینے نے ہمیں کہیں کا نہیں ڑا۔'' انتہائی طیش کے عالم میں سراج الدین کے منہ ے کف اڑنے لگا۔
''ارے کچھ بتاؤ بھی تو سہی آخر ہوا کیا ہے؟ میرا تو ، بیٹھا جارہا ہے۔ کیوں پہیلیاں بجھوا رہے ہو۔'' یلہ بیگم اب مزید برداشت نہ کرسکی۔ انتہائی جھنجلا کر اج الدین سے بولیں۔
''ارے، وہ کمینہ، ذلیل داور وہ خاور رحمٰن کا بیٹا ہے۔'' سراج الدین دانت کچکچا کر بولے۔
''کیا بک رہے ہو؟'' راحیلہ بیگم کی سماعتوں میں ے بھونچال سا آگیا۔
''اس فراڈیے نے بڑی عیاری اور چالاکی سے بری تمام پراپرٹی اپنے نام کروالی۔ اور میں بھی کتنا احمق وں کہ اس پر بھروسا کرلیا۔'' اس وقت سراج الدین کی یفیت ہارے ہوئے جواری کے مانند تھی۔ پچھتاوؤں کے ناگ انہیں ڈسنے لگے کہ کیوں ایک اجنبی پر اندھا عتماد کیا۔
''یہ...... یہ...... یہ کیا کہہ رہے ہو تم......!'' حیرت و صدمے سے راحیلہ بیگم کی زبان لڑکھڑا سی گئی ''ہائے یرے خدا...... اب کیا ہوگا......'' وہ سینے پر دوہتڑ مار کر باقاعدہ داور کو گالیاں اور کوسنے دینے لگیں۔
''ارے وہ خاور رحمٰن کا بیٹا شاطر سنپولیا۔ ہمیں بھکاری بنا گیا۔ تم...... تم پولیس میں رپورٹ لکھواؤ۔'' اتنی عیش و عشرت سے بھری زندگی ہاتھوں سے جاتی دیکھ کر راحیلہ بیگم حواس کھو رہی تھیں۔
''کیسی احمقوں جیسی باتیں کررہی ہو۔ اگر ہم نے پولیس میں اطلاع دی تو وہ میرے سارے سیاہ کارنامے پولیس کو بتادے گا اور پھر ساری زندگی جیل میں گزارنی پڑے گی۔'' سراج الدین بے بسی سے بولے۔
''وہ کہتا ہے کہ یہ ساری پراپرٹی اس کے باپ کی تھی جس پر میں نے فراڈ سے قبضہ کرلیا۔ وہ تو صرف نیہاں کی وجہ سے مجھ پر فراڈ کا کیس نہیں کررہا۔''
''یہ اس کلموہی کا یہاں ذکر کیسے آگیا؟'' راحیلہ بیگم تنک کر بولیں۔
''وہ سب جانتا ہے کہ میں نے نیہاں کی پراپرٹی پر بھی قبضہ کیا ہوا تھا۔ اب وہ فرشتہ بننے کی کوشش کررہا ہے۔ وہ نیہاں کو بھی اس کا حصہ دینا چاہتا ہے۔''
''نیہاں سے اسے اتنی ہمدردی کیوں ہوگئی ہے؟'' راحیلہ بیگم آگ برساتے لہجے میں انتہائی زہریلے انداز میں بولیں۔
''وہ کہہ رہا تھا کہ نمرہ سے منگنی صرف ایک ڈراما تھا۔ وہ تو صرف نیہاں سے شادی کرے گا۔'' سراج الدین ڈھے ہوئے انداز میں بولے۔ داور کے اس زبردست جھٹکے نے انہیں ازحد کمزور و بے بس کردیا تھا۔
''کیا کہا......'' اس انکشاف سے ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور آنکھیں مارے حیرت و استعجاب کے پھٹ سی گئیں۔
''یہ...... یہ نہیں ہوسکتا۔'' نمرہ جو اپنی دھن میں کمرے میں آرہی تھی ماں باپ کی دلخراش گفتگو سن کر مارے صدمے و اچنبھے کے وہ جہاں کی تہاں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔
''داور میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتا۔'' نمرہ کے لب تھرتھرائے۔
''صرف یہ ہی نہیں وہ ہزاروں احسانات جتا کر دے رہا ہے کہہ رہا تھا کہ آپ لوگوں کی جتنی جائداد تھی وہ سب اپنی عیاشیوں میں اڑا چکے ہیں۔ اب بزنس میں آپ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔'' سراج الدین کے کندھے جھکے ہوئے اور لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔ معاً راحیلہ بیگم کی نظر دروازے پر سفید چہرہ لیے کھڑی نمرہ پر پڑی جس کی حالت ایسی تھی کہ بدن کاٹو تو لہو نہیں۔ نمرہ تڑپ کر ماں کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔

راحیلہ بیگم اب نیہاں کو کوسنے دینے لگیں۔ اچانک رے میں داور کسی فاتح جرنل کے مانند انتہائی غرور فتح کے نشے میں چور قدموں سے اندر داخل ہوا۔
آج اس نے اپنے باپ پر کی گئی تمام زیادتیوں کا سراج الدین سے لے لیا تھا۔ جنہوں نے دوست بن انہیں دھوکا دیا۔ اس دھوکے کی وجہ سے اس کی ماں سے بچھڑ گئی باپ بیمار ہوکر بستر سے جا لگا اور وہ...... کم عمری میں ہی زندگی کے نشیب و فراز سے گزرنے انتہائی تنگ دستی میں گزارہ کیا۔ اتنی بڑی جائداد کا لک ہونے کے باوجود اس نے دو دو ہزار کی نوکریاں کی سے وقت کا پنچھی اڑتا گیا۔ ویسے ویسے اِک جنون کے دل و دماغ میں پنپتا گیا کہ سراج الدین سے وہ کچھ واپس لیتا ہے جو اس نے انتہائی عیاری و مکاری اس کے سادہ لوح باپ سے چھین لیا تھا۔ اسی مقصد مصول کے لیے اس نے شطرنج کی بساط بچھائی اور ے اہم مہرہ اس کے لیے نمرہ ثابت ہوئی۔ وہ س چلتا گیا اور سراج الدین مات کھاتا گیا۔
''مسٹر اینڈ مسز سراج الدین آپ لوگ یقیناً مجھے ں اور کوسنوں سے نواز رہے ہوں گے۔'' اس کی... گھمبیر آواز کمرے میں گونجی اس کی غیر متوقع اد سن کر تینوں ایک لمحے کو ساکت ہوگئے۔ داور انتہائی ے مسکرا رہا تھا۔
''تم...... تم فراڈیے، دھوکے باز، کمینے......''
''شٹ اپ!'' نمرہ جو زخمی ناگن کے مانند پھنکارتی اس کی جانب بڑھی تھی داور کی پُر اشتعال اور بھاری از سے خاموش سی ہوگئی۔
''مس نمرہ سراج...... آپ مجھے فراڈیا، دھوکے باز رہی ہیں۔'' وہ کینہ توز نظروں سے لہجے میں نفرت تا ہوا اس سے بولا۔
''دھوکے باز میں ہوں یا تم......'' اس کے لہجے میں شتعال تھا۔
''تم نے عامر کو اپنے محبت کے دل فریب جال میں سایا اور پھر اسے بیچ منجدھار میں چھوڑ دیا کیونکہ میں تم عامر سے زیادہ بہتر نظر آیا۔ عامر بے چارہ تم سے سچی محبت کرتا تھا لیکن تم جیسی تتلیاں سچی محبت کو کیا سمجھیں۔ ڈال ڈال پر منڈلانا اور اچھے سے اچھا دیکھ کر ادھر کا رخ کرلینا تمہاری خصلت ہے۔ میری پرسنالٹی سے تم متاثر ہوئیں اور مجھے اپنے باپ کی دولت سے خریدنا چاہا جو میری ہی تھی۔''
داور نمرہ کو آج حقیقت کا آئینہ دکھا رہا تھا۔ اس کے لہجے میں جیسے آتش فشاں دہک رہا تھا۔ نمرہ بری طرح نادم ہوگئی۔ داور کی کہی ہوئی باتیں حرف بہ حرف سچ تھیں۔ یہ سچائی تھی کہ داور اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد نہیں تھا لیکن وہ واقعی اس سے محبت کرنے لگی تھی لیکن داور اس سے شدید نفرت کرتا تھا کیونکہ عامر اس کا بہت اچھا دوست تھا۔ جس نے نمرہ کی بے وفائی کا روگ لگا لیا تھا۔
نمرہ کی محبت شاید اس کی نفرت کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔
''اس بات کی تم خود گواہ ہو کہ آج تک میں نے تم سے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں یا مجھے تم سے محبت ہے۔'' نمرہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ ندامت و تاسف کے آکٹوپس نے اسے بری طرح جکڑ لیا۔ وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔
''نمرہ، اب بھی تمہارے پاس وقت ہے تم عامر کی جانب لوٹ جاؤ۔ وہ واقعی تم سے سچی محبت کرتا ہے۔'' داور نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا۔ نمرہ نے فوراً نگاہیں اٹھا کر داور کی طرف دیکھا پھر یک دم نمرہ کی آنکھوں میں طمانیت کی لہر سی دوڑ گئی۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
سراج الدین اور راحیلہ بیگم اس تمام وقت میں بالکل گم صم کھڑے تھے۔ نمرہ سے زیادہ تو قصور ان کی پرورش کا تھا جنہوں نے کبھی نمرہ کو روکا ٹوکا نہ تھا۔ دونوں میاں بیوی آج ضمیر کے کٹہرے میں کھڑے تھے۔

☆☆☆

نیہاں ماموں کے گھر سے دو دن رہ کر آئی تو اسے ماحول کافی بدلا بدلا سا لگا۔ نمرہ کا شکن زدہ لباس، بکھرے بال اور متورم آنکھیں کسی انہونی کا احساس دلا رہی تھیں۔ تائی امی کا حال بھی نمرہ سے کچھ مختلف نہیں تھا وہ

بری طرح الجھ گئی۔ تایا بھی آج گھر پر ہی موجود تھے۔ ورنہ اس وقت وہ آفس میں ہوتے تھے۔

''آ گئی کلموہی ناگن...... میری بیٹی کا حق غصب کرتے ہوئے تجھے ذرا حیا نہیں آئی۔'' تائی اسے دیکھ کر یوں بھڑکیں جیسے سلگتے کوئلوں پر مٹی کا تیل چھڑک دیا ہو۔ نیہاں سہم گئی۔

''اب یہاں کیوں آئی ہے۔ ہماری بے بسی کا تماشا دیکھنے۔'' تائی امی غصے سے پھنکاری۔

''بس کرو راحیلہ بیگم! اس میں اس بچی کا کیا قصور ہے۔'' تایا کی بات پر یوں اچھلی جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ تائی امی کی روانی سے چلتی زبان یک دم رک گئی۔ نیہاں تایا کے رونے کو دیکھ کر سخت حیران تھی۔ جھکے ہوئے کندھے، ویران آنکھیں، تھکا تھکا سا وجود سراج الدین کو اب بھتیجی سے کی گئی زیادتیوں کا احساس ہو رہا تھا لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔

☆☆☆

مہوش نے فرط جوش و مسرت میں نیہاں کو تمام کتھا سنا ڈالی کہ کس طرح داور باقاعدہ پلاننگ کے تحت نمرہ اور تایا کے قریب ہوا اور اپنے باپ کی چھینی ہوئی تمام دولت واپس لے لی۔ وہ حیرت و استعجاب کے سمندر میں ابھی تک غوطہ زن تھی۔ مہوش کی آخری بات پر اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جب مہوش گویا ہوئی۔

''نیہاں...... مجھے نہیں معلوم تھا کہ داور بھائی اتنے گھنے ہیں۔ انہوں نے مجھے ابھی یہ بتایا ہے کہ وہ تمہیں بہت پسند کرتے ہیں اور تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔'' مہوش کے لہجے میں دبا دبا جوش اور مسرت تھی۔

''یہ...... یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' وہ بے یقینی سے کہتی ہوئی انتہائی بے چینی کے عالم میں کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی ''مہوش میں یہ کیسے مان لوں کہ وہ مجھے......''

''کیوں نہیں مان سکتیں تم......؟'' اچانک داور کی گمبھیر آواز کمرے میں گونجی تھی۔ نیہاں برق کی سی سرعت سے پلٹی مہوش نہ جانے کب کمرے سے جا چکی تھی اور اس کی نگاہوں کے عین سامنے وہ اپنی تمام تر وجاہت سمیت مسکراتی نگاہوں سے اس سے استفسار کر رہا تھا
نیہاں نے بری طرح گھبرا کر نگاہیں جھکا لیں۔ وہ چلتا اس کے قریب آ کر رک گیا۔

''بولو ڈیئر، تمہیں یقین کیوں نہیں آ رہا کہ یہ بند چیز آپ سے محبت کرنے کی جسارت کر بیٹھا ہے اور ا زندگی کے سفر میں آپ کی شرکت کا متمنی ہے۔'' سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

''وہ...... وہ...... میں......'' اس سے بولا ہی نہ جا رہا تھا۔ ہتھیلیوں اور پیشانی پر پسینہ پھوٹ پڑا تھا زبان کے ساتھ ساتھ جسم بھی بالکل ساکت و جامد ہو تھا۔ اگلے جملے داور کے منہ سے سن کر وہ شرم و حجاب ا شرمندگی سے دوہری ہو گئی۔

''اگر تم مجھے پسند کر سکتی ہو مجھ سے محبت کر سکتی مجھے چھپ چھپ کر دیکھ سکتی ہو تو پھر یہی کام میں کیا نہیں کر سکتا؟'' وہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اس چہرے کے اڑتے ہوئے رنگ کو دیکھ کر شوخی سے بولا

''آپ غلط سمجھ......'' وہ فق چہرے کے ساتھ صفائی پیش کرنے لگی لیکن اس کی بولتی نگاہوں نے نی کی بولتی بالکل بند کر دی۔ مارے خجالت و شرمندگی جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔ ہاتھ پیروں عجیب سی سنسناہٹ دوڑ گئی تھی۔

''اوہ! تو آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ میں جھوٹ رہا ہوں یا مجھے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ان باتوں کی سچائی کو اپنے دلائل سے ثابت کر دیتا ہو اس دن مہوش کی مہندی پر تم مجھے ٹکٹکی باندھے کیوں رہی تھیں پھر جب میں تمہیں کالج چھوڑنے جا رہا تھا کیوں کن انکھیوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔''

''کتنے چالاک اور نظر باز ہیں۔ انہیں کیسے معلو کہ میں انہیں دیکھتی تھی۔'' وہ دل ہی دل میں بولی۔

''اور تو اور میری منگنی کے ڈرامے پر تمہاری یہ آنکھیں نمکین پانی سے کیوں بھر گئی تھیں اور اس دن میں......''

''پلیز بس کریں......'' وہ بمشکل بولتے ہوئے کاٹ گئی۔ وہ چاروں شانے چت ہو چکی تھی۔ اب

کی راہیں بالکل مسدود ہو گئی تھیں۔ وہ اب مزید کچھ اور سننے کی تاب نہ رکھتی تھی۔ وہ کسی مجرم کے مانند سر جھکائے انگلیاں چٹخاتی کھڑی تھی۔ داور کو اس کی جھینپی جھینپی اور شکست خوردہ حالت پر بہت پیار آیا۔ اس وقت وہ موسم بہار میں کھلنے والی نوخیز کلی کے مانند معصوم و حسین لگ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتا ہی چلا گیا۔

''نیہاں پتا ہے، میں نے تمہیں جب پہلی بار دیکھا تو اس وقت سے ہی تم اپنی اپنی سی لگیں۔'' داور سنجیدگی سے بولا ''اس دن میں نمرہ سے ملنے تمہارے تایا کے گھر آیا تو لان میں اپنی مخصوص جگہ پر کرسی پر تم آنکھیں موندے بیٹھی تھیں۔ شاید تمہاری آنکھ لگ گئی تھی۔ میں بنا آہٹ کیے تمہیں چپ چاپ دیکھتا ہی چلا گیا اور پھر بنا نمرہ سے ملے خاموشی سے پلٹ آیا۔ مہوش کی مہندی میں تمہیں دیکھ کر میں بری طرح چونکا اور پھر جان بوجھ کر میں تمہارے سامنے آیا کہ تمہاری نگاہیں میری جانب اٹھیں جب مہوش نے تمہیں گھر ڈراپ کرنے کی بات کی تو اس سے تھوڑی دیر پہلے ہی سراج الدین کا فون آیا تھا۔ انہیں کوئی ضروری کام تھا اور ان دنوں میں ان کا اعتماد جیتنے میں لگا ہوا تھا۔ لہٰذا چاہنے کے باوجود تمہیں ڈراپ نہ کر سکا پھر تمہیں کالج ڈراپ کرتے وقت میری جھنجلاہٹ کی وجہ میری میٹنگ میں غیر موجودگی تھی جو تمہارے تایا نے کسی ارجنٹ کام کے لیے بلوائی تھی۔'' وہ انکشاف پر انکشاف کر رہا تھا اور نیہاں بغور اس کی تمام باتیں سن رہی تھی ''اور ہاں اس دن......'' داور کچھ سوچ کر خود ہی ہنس پڑا۔

''تمہیں کومیل کے ساتھ دیکھ کر میں غلط فہمی کا شکار ہو گیا لیکن جب کومیل تمہیں نیہاں آپی کہہ کر مخاطب کر رہا تھا تو مجھے اطمینان ہوا اور بارش والے دن تم تو بالکل جنگلی بلی کے مانند پیش آئی تھیں اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب اس ڈرامے کا جلد از جلد ڈراپ سین ہو جانا چاہیے۔'' وہ شوخی و طمانیت سے بولتا ہوا انتہائی دلکش لگا۔

''اب بتاؤ کیا اب بھی تم انکاری ہو؟'' نیہاں کے دل کی دھڑکنیں زیر و زبر ہونے لگی۔ سوائے سر جھکانے کے وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔ اس کی خاموشی کے لبادے میں چھپا اقرار وہ بغور سن چکا تھا۔

''اتنا عرصہ تم نے بدگمانی و ناراضی میں گزار دیا لیکن اب اقرار کا موسم آ گیا ہے۔ آؤ اب مل کر اقرار کریں کہ ہم ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہیں۔''

نیہاں نے بے ساختہ نگاہ اٹھا کر اپنے من کے دیوتا کو دیکھا جو آج اس سے اپنی محبت و چاہت کا اقرار و اظہار کر رہا تھا اور اس سے بھی اظہار طلب کر رہا تھا۔ نیہاں نے داور کے بڑھے ہوئے ہاتھ پر اپنا نازک سا ہاتھ رکھ دیا۔

''اوہ، تھینک یو سوئٹ......'' داور خوشی سے سرشار ہو کر بولا ''آؤ ڈیڈی سے ملنے چلتے ہیں۔ وہ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔'' نیہاں ہلکی پھلکی ہو کر اس کے سنگ ایسے راستے کی طرف چل دی جہاں صرف خوشیوں ا مسرتوں کی مہکتی کلیاں تھیں۔ جہاں کہکشاں اور ستار محو انتظار تھے اور محبت ان کے استقبال کے لیے بے چین تھی۔

☆☆☆